Fikr-o-Nasar vol.1:3-4 (1963)

جمہوریہ ترکیہ کے عائلی قوانین

محمد رشید فیروز

جمہوریہ ترکیہ کے موجودہ عائلی قوانین سوئٹزر لینڈ کے ضابطہ دیوانی پر مبنی ہیں[1] جنہیں ۱۹۲۶ء میں ترکی کی "مجلس کبیر ملی" نے کلیۃً[2] اپنا لیا تھا۔ جمہوریہ ترکیہ کے بانی اور پہلے صدر مصطفٰے کمال اتا ترک کی رہنمائی میں ترکی حکومت نے سارے قانونی نظام کو مغربی رنگ دینے کے لئے جو اقدامات کئے تھے یہ بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔ جمہوریہ ترکیہ نے مغربی اور اسلامی قوانین کا ایک آمیزہ دولت عثمانیہ سے ورثہ میں حاصل کیا تھا۔ یورپی اور اسلامی قوانین کے امتزاج اور اس پر عملدرآمد کی وجہ سے قانونی دو عملی پیدا ہوگئی تھی جسے جمہوریہ ترکیہ کی مغرب پسندانہ اور کلی طور پر مقلدانہ پالیسی نے ختم کردیا۔

۱۹۳۹ء کے اس شاہی فرمان کے اجراء سے قبل جس سے ترکی میں مغربی اصلاحات کے دور کا آغاز ہوا قوانین شریعت ہی کو فوقیت حاصل تھی اور انہی شرعی قوانین کے تحت وہاں عدالتیں قائم تھیں۔ "نظام ملت" اقلیتوں مثلاً یہودیوں۔ آرمینیوں اور قدیم یونانی کلیسا کے پیروؤں کے اپنے شخصی قوانین پر عملدرآمد کے حق کو تسلیم کرتا تھا۔ غیر ملکیوں کو "مراعات" دینے اور مغربی طاقتوں کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے ۱۸۳۹ء کے شاہی فرمان کے تحت اقلیتوں کو جو مساویانہ حقوق عطا کئے گئے تھے ان کی روشنی میں مغربی قوانین کو اپنانا ضروری ہوگیا تھا۔

سلطنت عثمانیہ نے ۱۸۳۹ء اور ۱۸۸۱ء کے درمیان مندرجہ ذیل مغربی قوانین کو اپنایا تھا:—

۱۲۷۴ھ کا ضابطہ فوجداری ۱۸۱۰ء کے فرانسیسی ضابطہ فوجداری سے ماخوذ تھا - ۱۸۵۰ء کا قانون تجارت ۱۸۰۷ء کے فرانسیسی قانون تجارت سے ماخوذ تھا - ''تجارتی طریقہ کار کا ضابطہ'' جو ۱۸۶۰ء میں اپنایا گیا فرانس اور دوسرے یورپین ممالک کے تجارتی ضوابط پر مبنی تھا - ۱۸۶۴ء کا اطالوی بحری قانون ہالینڈ ، بلجیم ، ہسپانیہ اور جرمنی کے بحری قوانین کی روشنی میں مرتب ہوا تھا اور ۱۸۸۱ء میں ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۸۰۷ء کے فرانسیسی ضابطہ دیوانی سے اخذ کیا گیا تھا - (۱)

۱۸۵۶ء کا شاہی فرمان مغربی اصلاحات کے سلسلے میں ایک اور قدم تھا جو جنگ کریمیا کے ترکی حلیفوں کے دباؤ کا شاخسانہ تھا - اس فرمان نے عثمانی عدالتوں میں مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی شہادت کو قانونی طور پر تسلیم کرنے کی اجازت دیدی - عالی پاشا نے جو اس زمانے میں وزیر اعظم تھے یہ تجویز پیش کی کہ فرانسیسی ضابطہ دیوانی کا جو عام طور پر ''ضابطہ نپولین'' کے نام سے مشہور ہے ترکی میں ترجمہ کرالیا جائے تاکہ مصر کی طرح اسے ترکی کی مخلوط عدالتوں میں بھی استعمال کیا جا سکے - ضابطہ دیوانی کا ترکی ترجمہ جو (حقوق قانون نعیمی) کے نام سے موسوم ہے - کوچک سعید پاشا (جو بعد میں وزیر اعظم بن گئے تھے) کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا - عالی پاشا نے ایک اور اہم فیصلہ کیا جس کی رو سے عدلیہ میں یہ اصلاح کی گئی کہ ''مجلس والائے احکام عدلیہ'' (عدالت عالیہ) کو جو اس وقت تک قانون سازی اور عدلیہ دونوں کے فرائض انجام دے رہی تھی ، دو جداگانہ اداروں یعنی '' دیوان احکام عدلیہ '' (قانون عدالت) اور ''شورائے دولت'' (ایوان ریاست) میں تقسیم کردیا گیا - اس موقع پر مشہور مورخ احمد جودت پاشا نئی عدلیہ کے سربراہ مقرر کئے گئے تھے (۲) -

عدلیہ کی اس اصلاح اور مغربی قوانین کی ترویج سے شرعی قوانین کے طرفداروں اور مغربی قوانین کے حامیوں میں اختلاف پیدا ہوگیا - جودت پاشا نے شریعت کے طرفداروں کا ساتھ دیا - ۱۸۶۷ء میں مجلس وزراء نے حنفی قوانین کا ضابطہ تیار کرنے کے لئے ''مجلہ کمیٹی'' مقرر کی - بظاہر یہ فیصلہ یورپین قوانین کے بڑھتے ہوئے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا گیا تھا - مجلہ کمیٹی نے

تقریباً دس سال تک کام کیا - مجله کی آخری کتاب ۲۷ ستمبر ۱۸۷۶ء کو مکمل ہوئی اس کے بعد کمیٹی نے طریق کار کے ضابطہ کا مسودہ تیار کیا اور مجلس وزراء کے پاس منظوری کے لئے بھیج دیا - مجلس نے جا بجا فرانسیسی قوانین شامل کر کے کمیٹی کے مسودے میں اتنی ترمیمیں کیں کہ کمیٹی کے اراکین کےلئے وہ کسی طرح قابل قبول نہیں رہا -

''مجله کمیٹی'' کو سلطان عبدالحمید نے فروری ۱۸۸۹ء میں معطل کردیا کیونکہ وہ ریاست کے علاوہ کسی اور کے اقتدار کو شبہہ کی نظر سے دیکھتے تھے -

''مجله'' ۱۶ کتابوں پر مشتمل ہے - اور یہ کتابیں ایسی ۱۸۵۱ دفعات پر مشتمل تھیں جن کا تعلق ''عوامی'' قوانین اور شخصی قانون کے چند معاملات سے ہے - ان دفعات کا عائلی قوانین، وراثت، وصایا اور اوقاف سے مطلق کوئی سروکار نہ تھا - چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ فقہ حنفی پر مبنی اسلامی عائلی قوانین سوئٹزر لینڈ کے ضابطۂ دیوانی کو اپنانے تک نافذ رہے بقول وزیر انصاف محمد اسد بوزکرد (جنھوں نے ۱۹۲۶ء میں ترکی کی ''مجلس کبیر ملی'' میں ''ترکی ضابطہ دیوانی'' کا بل پیش کیا تھا) اس وقت تک ''مجله کی صرف تین سو دفعات پر عمل درآمد ہورہا تھا- ''ترکی ضابطہ دیوانی'' کے نفاذ کے بعد ''مجله'' کو منسوخ کردیا گیا - ''وزیر انصاف'' نے مجلس کبیر ملی میں تقریر کرتے ہوئے ''ترکی ضابطہ دیوانی'' کو نافذ کرنے کی وجہ ان الفاظ میں واضح کی تھی :—

'' مجله کی مذکورہ بالا تین سو دفعات تو مستثنیات میں سے ہیں ان سے ہٹ کر جمہوریہ کے جج صاحبان مذہبی اصولوں اور فقہ کی منتشر تالیفات پر مبنی قیاسات کے ذریعے فیصلے کر رہے ہیں - ترکی جج کسی مسلمہ اجتہاد ' قول یا اصول کا پابند نہیں ہے - چنانچہ دیوانی قانون کے مطابق کسی مسئلے کا جو فیصلہ ہمارے ملک کے کسی ایک حصہ میں ہوتا ہے وہ اکثر اس فیصلے سے مختلف بلکہ متضاد ہوتا ہے جو اس مسئلے کے حل کے سلسلے میں انہی حالت کے تحت ملک کے کسی اور حصے میں کیا جاتا ہے - نتیجتاً ترکی عوام حصول انصاف کے سلسلے میں مستقلاً بے یقینی اور اشتباہ کا شکار رہے ہیں-

عوام کی تقدیر کا انحصار اتفاق بخت پر ہے جو ازمنہ وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے فقہ کے متضاد اور ایک دوسرے کی نفی کرنے والے قوانین کے تابع ہے - جمہوریہ کے قیام اور انقلاب ترکی نے ایک نئے ترکی ضابطہ دیوانی کو جو اس صدی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو بہ عجلت ممکنہ قانونی شکل دینے کی ضرورت پیدا کردی ہے - تاکہ ترکی عدلیہ کو اس تذبذب کی حالت ' عدم تاثر اور غیر عصری حیثیت سے نکال کر محفوظ و مامون کیا جا سکے ،، (۴) -

نظام قانون کو کلی طور پر مغربی بنانے کی پالیسی پر عمل کرنے کے سلسلے میں بعض دوسرے مغربی قوانین کو بھی سنہ ۱۹۲۶ء اور سنہ ۱۹۲۹ء کے درمیان اپنا لیا گیا۔ ۱۹۲۶ء کا قانون فرائض سوئٹزر لینڈ کے ضابطہ فرائض سے اپنایا گیا۔ سنہ ۱۹۲۶ء کا ترکی قانون فوجداری ۱۸۸۹ء کے اطالوی ضابطہ فوجداری پر مبنی تھا - سنہ ۱۹۲۶ء کا قانون تجارت یورپ کے مختلف ممالک کے قوانین تجارت سے اخذ کیا گیا تھا - سنہ ۱۹۲۷ء کا ضابطہ دیوانی سوئٹزر لینڈ کے کینٹن آف نیو کاٹل کے ضابطہ دیوانی کو اپنا کر مرتب کیا گیا تھا - ۲۹ء کا ضابطہ فوجداری جرمنی کے ضابطہ فوجداری کے نمونہ پر مدون کیا گیا اور ۱۹۲۹ء کا ترکی بحری تجارت کا قانون جرمنی کے بحری قانون تجارت کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا (۵) -

ترکی کے عائلی قوانین کے اہم دفعات کا جائزہ لینے کے سلسلے میں ہم یہاں صرف ان دفعات کو مدنظر رکھیں گے جو قانون نکاح ' طلاق اور نسب سے متعلق ہیں۔ یہ دفعات ۱۹۲۹ء کے ترکی ضابطہ دیوانی کی دفعات ۸۲-۲۸۹ پر مشتمل ہیں - دفعات ۸ تا ۴۴ بھی اسی سے متعلق ہیں کیونکہ ان میں شہریت کے عام قوانین و ضوابط درج کئے گئے ہیں۔

ہر وہ شخص جو اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو اور پورے طور پر ہوشمند ہو قانونی طور پر بالغ سمجھا جاتا ہے - شادی کا پیمان مکمل کرلینے سے بھی حق بلوغ حاصل ہوسکتا ہے - عدالت اس نابالغ کو بھی جو پندرہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو بالغ قرار دے سکتی ہے بشرطیکہ وہ نابالغ اپنے والدین کی اجازت سے سرسری سماعت کی عدالت کو درخواست گذارے - زیر سرپرستی اشخاص کے سلسلے میں سرپرست متعلقہ کی اجازت ضروری ہے (۶)۔

قانون نکاح کے ترمیم شدہ قاعدوں کے مطابق پیمان نکاح کے لئے مرد اور عورت کی کم سے کم عمر علی الترتیب سترہ اور پندرہ سال ہونا چاہیئے - جج کو یہ اختیار ہے کہ وہ پندرہ سال کے مرد اور عورت کو مخصوص حالات اور وجوہات کی بناء پر نکاح کی اجازت دیدے - بشرطیکہ والدین یا متعلقہ سرپرست اس نکاح کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کریں -

ان ضوابط میں ترمیم ہونے سے پہلے شادی کے لئے مرد کی کم سے کم عمر سترہ سال مقرر کی گئی تھی- خاص حالات اور وجوہات کے تحت جج ایسے جوڑے کو مناکحت کی اجازت دے سکتا تھا جو پندرہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو (۷)-

عمر کی مندرجہ بالا قید کے علاوہ قانون میں یہ بھی ہے کہ صرف وہی لوگ شادی کرسکتے ہیں جو صحیح الدماغ ہوں - اور کوئی ایسا شخص شادی کرنا چاہے جو کسی دماغی مرض میں مبتلا ہو تو وہ شادی نہیں کرسکتا - نابالغ کی شادی کے سلسلے میں والدین کی اجازت ضروری ہے - زیر نگرانی بچوں کی شادی کے لئے نکاح سے پہلے سرپرست کی اجازت حاصل کرنا لازمی ہے - اگر سرپرست شادی کا مخالف ہو تو زیر نگرانی لڑکا یا لڑکی عدالت سے اجازت حاصل کرسکتا ہے -

مندرجہ ذیل نواہی کی موجودگی میں شادی ممنوع ہے :—

(۱) یک رحمی محرم دادھیالی اور ننھیالی رشتوں میں شادی ممنوع ہے مثال کے طور پر دادا اور نانا اور ان کی اولاد کے درمیان نکاح یا باپ اور ماں سے شادی یا بھائی بہن کے مابین شادی کی اجازت نہیں ہے - اسی طرح چچا اور ماموں یا خالہ اور پھوپھی سے بھی شادی جائز نہیں ہے-

(۲) اگر نکاح موت یا طلاق سے فسخ ہوجائے تو متعلقہ شوہر اور بیوی کے اجداد اور اخلاف کے درمیان شادی ممنوع ہے -

(۳) شادی شدہ جوڑے کے کسی لے پالک اور منہ بولے باپ یا ماں کے درمیان شادی ممنوع ہے -

(۴) ہر وہ شخص جو دوبارہ شادی کرنا چاہتا ہے اسے اس وقت تک شادی کی اجازت نہیں مل سکتی جب تک کہ وہ اس امر کا ثبوت فراہم نہ

کرے کہ اس کی پہلی شادی موت ، طلاق یا انفساخ نکاح کی بنا پر ختم ہوگئی ہے ۔

(۵) مفقودالخبر قرار دئیے جانے والی شخصیت کا شوہر یا بیوی پہلی شادی کے عدالتی انفساخ کے بغیر دوبارہ شادی نہیں کرسکتی ۔ یہ قاعدہ طلاق پر بھی لاحق ہوگا ۔

(۶) بیوہ یا مطلقہ اپنے شوہر کی موت' طلاق یا انفساخ کی تاریخ سے تین سو دن ختم ہونے سے پہلے دوبارہ شادی نہیں کرسکتی - اگر ان کے یہاں ولادت ہوئی ہو تو اس ولادت کی وجہ سے عدت کا زمانہ ختم ہوجائیگا ۔ اور اگر متعلقہ عورت کے حاملہ ہونے کا امکان نہ ہو یا مطلقہ جوڑا دوبارہ شادی کرنا چاہے تو جج عدت کے زمانہ کو کم کرسکتا ہے -

(۷) وہ جوڑا جس میں طلاق کے بعد علحدگی ہوگئی ہو جج کی مقرر کردہ مدت کے ختم ہونے سے قبل دوبارہ شادی نہیں کرسکتا (۹) -

مندرجہ ذیل حالات میں شادی کالعدم اور غیر قانونی سمجھی جاتی ہے :—

(الف) اگر طرفین میں سے کوئی بھی عدالتی شادی کی رسوم کے وقت پہلے سے شادی شدہ ہو -

(ب) اگر شوہر یا بیوی میں سے کوئی بھی کسی دماغی مرض میں مبتلا ہو یا کسی مستقل عارضہ کی وجہ سے صحیح الدماغ نہ ہو ۔ اور

(ج) اگر شوہر اور بیوی یک رحمی محرم ہوں یا ان کے مابین کوئی ایسی قرابت ہو' جو شادی کے لئے ممنوع ہے ۔

اگر شادی کے وقت ان نواھی میں سے کسی کا پتہ چل جائے تو اعلیٰ سرکاری وکیل شادی کے انفساخ کے لئے مقدمہ دائر کرے گا ۔ متعلقہ شوہر یا بیوی بھی ایسی شادی کے انفساخ کے لئے مقدمہ دائر کرسکتی ہے جس میں اس قسم کے کسی مانع کا علم ہوجائے - لیکن ایسا مقدمہ اس صورت میں دائر نہیں کیا جاسکتا جب کہ شادی ختم ہوچکی ہو ۔ شادی کے موقع پر کسی دماغی مرض کے موجود ہونے کی صورت میں شوہر یا بیوی اپنی شادی فسخ کرنے کے لئے مقدمہ دائر کرسکتی ہے ۔ اگر کسی شخص نے

پہلی شادی کی موجودگی میں دوسری شادی کرلی ہو تو دوسری شادی اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک اس کا عدالتی انفساخ نہ ہوجائے ۔ ایسے حالات میں سابقہ شادی دوسرے فریق کی موت یا کسی اور وجہ سے ختم ہو جاتی ہے ۔ اگر دوسری شادی کے فریق ثانی نے نیک نیتی سے کام لیا ہے تو شادی فسخ نہیں ہوسکتی (١٠) ۔

شادی کے انفساخ کے لئے شوہر یا بیوی میں سے کوئی بھی مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر مقدمہ دائر کرسکتا ہے :—

(١) اگر ان میں سے کوئی فریق نکاح کے موقع پر عارضی طور پر صحیح الدماغ نہیں تھا ۔

(٢) اگر ان میں سے کسی نے سہواً شادی پر رضامندی ظاہر کی ہو ۔

(٣) اگر کسی فریق کی کسی ایسی خصلت کو سمجھنے میں غلطی ہو گئی ہو جس کی وجہ سے طرفین کی ازواجی زندگی ناممکن ہوجائے ۔

(٤) اگر ان میں سے کسی فریق نے براہ راست یا کسی دوسرے شخص کے مکر یا تشدد کی بنا پر رضامندی ظاہر کی ہو جس کا متعلقہ فریق ثانی کو علم ہو — اور

(٥) اگر شوہر یا بیوی میں سے کوئی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جو متعلقہ فریق ثانی کے بچوں کے لئے خطرناک ہو ۔

انفساخ کے سلسلے میں مدعی کا حق، انفساخ کی وجہ معلوم ہونے یا خطرۂ انفساخ رفع ہونے کے چھ ماہ بعد اور شادی کی تاریخ کے پانچ برس بعد ختم ہوجاتا ہے ۔ ان لوگوں کے سلسلے میں جو اپنے والدین یا سرپرستوں کی اجازت کے بغیر شادی کرلیتے ہیں جب کہ قانونی طور پر یہ اجازت ضروری ہو تو متعلقہ والدین یا سرپرست عدالتی انفساخ کے لئے دعویٰ کرسکتے ہیں ۔ اگر بیوی حاملہ ہوجائے تو شادی فسخ نہیں ہوسکتی ۔

منہ بولے ماں باپ اور لے پالک بچی کے درمیان شادی اگرچہ قانوناً ممنوع ہے لیکن فسخ نہیں ہوسکتی ۔ اگر اس قسم کی شادی عمل میں آئے تو سابقہ رشتہ ختم ہوجاتا ہے ۔ اگر کوئی شخص عدالت کی مقرر کی ہوئی ممنوعہ

مدت میں شادی کرلے تو یہ شادی بھی فسخ نہیں ہوسکتی۔ شادی کے قانونی طریقے سے عدم مطابقت خواہ یہ شادی شہر میں بلدیہ کے دفتر میں ہو یا گاؤں میں بزرگوں کی کمیٹی کے روبرو ہو انفساخ کا جائز سبب نہیں ہے۔ شادی کے انفساخ کا حکم صرف جج ہی جاری کرسکتا ہے (۱۱)

شادی کی رسموں کا طریقہ کار ترکی کے ضابطہ دیوانی کی دفعات ۹۷-۱۱۱ میں بیان ہوا ہے۔ شادی کا ارادہ کرنے والے جوڑے کو میونسپل کارپوریشن کے میئر یا میونسپلٹی کے دفتر کے افسر کے سامنے زبانی یا تحریری بیان دینا پڑتا ہے۔ اگر شادی میں کوئی امر مانع نہ ہو تو شادی کا ارادہ کرنے والے جوڑے کے بیان کا اعلان شادی کی مقررہ تاریخ سے پندرہ دن پہلے کردیا جاتا ہے۔ ہر وہ شخص جسے کسی ہونے والی شادی کے متعلق جائز اعتراض ہو، اپنا اعتراض تحریری طور پر متعلقہ میونسپل کارپوریشن کے پاس بھیج سکتا ہے۔ متعلقہ شادی کا دفتر سارے اعتراضات کی تنقیح کرتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتے ہیں تو قبول کرلئے جاتے ہیں ورنہ رد کردئے جاتے ہیں- جائز اعتراض کی موجودگی میں شادی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اگر کسی شادی کو تمام و کمال منسوخ کرنے کے کافی اسباب موجود ہوں تو اعلیٰ سرکاری وکیل کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ ایسی شادی پر اعتراض کرے (۱۲)-

شادی کرنے والے جوڑے کو متعلقہ میونسپل کارپوریشن کے منظور شدہ ڈاکٹر سے ڈاکٹری معائنہ کرانا پڑتا ہے اور صحت کا صداقت نامہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ ڈاکٹری معائنہ ریاستی کونسل کے مقرر کردہ قوانین کے تحت ہوتا ہے اور اس کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ اگر شادی کا ارادہ کرلے والے کسی فریق میں کوئی جسمانی نقص یا خطرناک بیماری کا پتہ چل جائے تو شادی کی اجازت نہیں دی جاتی (۱۳)-

عدالتی شادی کی رسم شہروں میں شہر کا میئر یا میونسپلٹی کے شادی کے دفتر کا افسر دو بالغ گواہوں کی موجودگی میں برسر عام انجام دیتا ہے۔ دیہاتوں میں شادی کا افسر دو گواہوں کی موجودگی میں بزرگوں کی مجلس کے سامنے یہ رسم انجام دیتا ہے۔ دولھا یا دلہن کے بیمار ہونے کی صورت میں اگر طبی صداقت نامہ فراہم کردیا جائے تو شادی کی رسم کسی اور جگہ بھی انجام پاسکتی ہے۔ شادی کا افسر دلہن اور دولھا سے پوچھتا ہے کہ

کیا وہ شادی کرنا چاہتے ہیں ؟ اور اثبات میں جواب پاکر ان کے شوہر اور بیوی ہونے کا اعلان کرتا ہے ۔ عدالتی شادی کی رسم کے اختتام کے بعد متعلقہ افسر شادی شدہ جوڑے کا شادی کا صداقت نامہ جاری کردیتا ہے ۔ ارباب اختیار کی جانب سے شادی کا صداقت نامہ جاری ہونے کے بعد مذہبی شادی کی رسم ادا کی جاتی ہے (۱۴) ۔

ترکی کے مسلمانوں میں عدالتی شادی کے بعد نکاح کی رسم انجام دینے کا دستور ہے ۔ چونکہ ترکی کی آبادی کا ۹۸ فی صد حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے اس لئے وہ لوگ جو نکاح کی رسم انجام نہیں دیتے ، بہت ہی محدود تعداد میں ہیں ۔ عدالتی شادی کے بعد مذہبی شادی کا یہ طریقہ بہت سے مغربی ملکوں میں بھی رائج ہے ۔ بعض ممالک مثلاً ہسپانیہ اور کناڈا نے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ تمام شادیاں گرجا میں پادری کے ہاتھوں انجام پانی ضروری ہیں ۔

اب ہم ترکی ضابطہ دیوانی کے قوانین کے تحت شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض کا جائزہ لیں گے ۔ شادی کے سر انجام پانے پر ایک ''ازدواجی وحدت'' وجود میں آجاتی ہے ۔ شوہر اس وحدت کا سربراہ ہوتا ہے ۔ وہ اس وحدت کا نمائندہ بھی ہوتا ہے اگرچہ مستقل گھریلو ضروریات کے سلسلے میں بیوی بھی نمائندگی کرتی ہے ۔ دونوں کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کے وفادار رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں ۔ خاندان کی مسرت قائم رکھنا بھی ان کا فرض ہے ۔ شوہر اور بیوی بچوں کی معقول پرورش اور نگہداشت کے لئے یکساں طور پر ذمہ دار ہیں ۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ بیوی اور بچوں کی معقول کفالت کا ذمہ دار ہو ۔ شادی شدہ جوڑا اپنی جائداد کے انتظام کے لئے کوئی بھی طریقہ کار اختیار کرسکتا ہے لیکن اس سلسلے میں جو اخراجات ہوں گے وہ شوہر کو برداشت کرنے پڑیں گے وہ بیوی کے ان اخراجات کا بھی ذمہ دار ہے جو اسے کسی فریق یا متعلقہ فریقوں کے سلسلے میں اس حد تک پیش آئیں جس حد تک بیوی کو اختیار ہے ۔ اگر بیوی اخراجات کے سلسلے میں اپنے اختیار سے تجاوز کرے یا اسے استعمال کرنے کی اہل نہ ہو تو شوہر اسے اس اختیار سے کلی یا جزوی طور پر محروم کرسکتا ہے ۔ جب بیوی اپنے اختیار کا مطالبہ کرے اور یہ ثابت کردے کہ اسے اختیار سے محروم

رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہےتو شوہر اسکو یہ اختیار واپس دے سکتا ہے(۱۵)۔

شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی واضح اور حقیقی اجازت کے بغیر کوئی ملازمت یا پیشہ اختیار نہیں کرسکتی ۔ اگر شوہر بیوی کی ملازمت کے سلسلے میں اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے تو بیوی کسی جج سے کام کرنے کی اجازت لے سکتی ہے بشرطیکہ وہ اس امر کا اطمینان بخش ثبوت فراہم کردے کہ اس کی ملازمت ازواجی وحدت یا پورے خاندان کے مفاد میں ہے ۔

اگر شوہر یا بیوی میں سے کسی کا طرز عمل فریق ثانی کے لئے دھمکی ' توہین یا مضرت رسانی کا سبب بنتا ہے تو فریق مظلوم جج سے مداخلت کی درخواست کرسکتا ہے ۔ جج قصوروار فریق کو تنبیہ کریگا اور اگر یہ انتباہ موثر نہ ہو تو وہ ازدواجی وحدت کے تحفظ کے لئے دیوانی قانون کے تحت ضروری اقدام کرے گا ۔ جس وقت تک ساتھ رہنے سے بیوی یا شوہر کی صحت ' شہرت یا پیشے کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس وقت تک متعلقہ فریقین علیحدہ مکانوں میں رہ سکتے ہیں ۔ طلاق کا مقدمہ دائر ہونے کی صورت میں یا اس صورت میں جب کہ علیحدگی کے لئے نالش کی گئی ہو بیوی اور شوہر مقدمے کے جاری رہنے تک علیحدہ رہ سکتے ہیں ۔ اگر فریقین میں سے کوئی جج سے مکان کی علیحدگی کی درخواست کرے اور اس کی بیان کردہ وجوہات معقول ہوں تو متعلقہ جج یہ فیصلہ کرتا ہے کہ دوسرے فریق کو کفالت کے سلسلے میں معاوضہ کون ادا کریگا اور جج معاوضہ کی رقم بھی مقرر کردیتا ہے (۱۶) ۔

نکاح نامہ کی تکمیل شادی سے پہلے یا بعد میں ہوسکتی ہے ۔ ازدواجی وحدت (میاں بیوی)کی مملوکہ جائداد کے انتظام کے لئے ترکی ضابطہ دیوانی میں جو اصول مقرر کئے گئے ہیں شادی کرنے والے دونوں فریقوں کو ان میں سے کوئی اصول منتخب کرنا ہوتا ہے ۔ عائلی قوانین کے تحت جائداد کا انتظام تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر ہوسکتا ہے ۔ پہلے طریقے کے مطابق شوہر اور بیوی اپنی جائدادوں کا علحدہ علحدہ انتظام کرسکتے ہیں ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شوہر اور بیوی اپنی مشترکہ جائداد کا انتظام ایک وحدت کے

طور پر کر سکتے ھیں ۔ ایسی سورت میں اگر بیوی مشترک جائداد کے انتظام میں عملی حصه نہیں لیتی تو قانون یه سمجھ لیتا ھے کہ اس نے انتظام شوھر کے سپرد کردیا ھے ۔ تیسرا طریقه یه ھے که کسی ازدواجی حدت کی مملوکه جائداد کا انتظام شوھر کے ذمے ھوگا ازدواجی وحدت کی نمائندگی کے سلسلے میں بیوی مشترک جائداد کے انتظام میں اپنے اختیار کے تناسب سے شریک ھوسکتی ھے اس صورت میں جب کہ شادی کے کابین نامه میں مشترک جائداد کے انتظام کے ان تینوں طریقوں میں سے کوئی طریقه مذکور نه ھو قانون یه سمجھ لیتا ھے که شوھر اور بیوی دونوں اپنی جائداد کے انتظام میں شریک ھوں گے (۱۷) ۔

اگر بیوی اپنے جہیز کا کچھ حصه ازدواجی وحدت (میاں بیوی) کے حوالے کرتی ھے تو اس کے متعلق شادی کے کابین نامه میں ایک فقرے کا اضافه کردیا جاتا ھے اگر شادی کے کابین نامه میں اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی ھے که جہیز کے اس حصے کا انتظام جو بیوی نے ازدواجی وحدت کے حوالے کیا ھے مشترک جائداد کی حیثیت سے ھوگا یا شوھر جہیز کے اس حصے کا مالک ھوگا جس کا اضافه ازدواجی وحدت کی جائداد میں ھوا ھے تو قانون یه فرض کرلیتا ھے که اس کا انتظام ان اصولوں کے مطابق ھوگا جن کے تحت ازواجی وحدت کی جائداد ایک وحدت مانی جاتی ھے ۔

متعلقه شوھر یا بیوی کی جانب سے طلاق کا دعوی مندرجه ذیل اسباب میں سے کسی ایک سبب کی بنا پر کیا جا سکتا ھے :—

(۱) زناکاری ۔ زناکاری کی بنیاد پر طلاق کا مقدمه مدعی یا مدعا علیه کی جانب سے طلاق کے سبب (زنا) کے علم میں آنے کے چھه مہینے کے اندر اندر یا زنا کے عمل میں آنے کی تاریخ کے پانچ برس کے اندر اندر قانونی عدالت میں دائر ھونا چاھئے ۔ اگر مدعی یا مدعا علیه فریق ثانی کو معاف کردے تو طلاق کا حق ختم ھوجاتا ھے ۔

(۲) جان پر حمله اور بے رحمی ۔ اگر متعلقه شوھر یا بیوی میں سے کوئی بھی دوسرے فریق کی جان پر حمله کرے یا ظلم اور ناقابل برداشت سلوک کا مجرم ھو، تو مظلوم فریق طلاق کا سبب معلوم ھونے کے

چھ مہینے کے اندر اندر یا سبب کے وجود میں آنے کی تاریخ کے پانچ برس کے اندر اندر طلاق کا مقدمہ دائر کرسکتا ہے ۔ معافی کی صورت میں مظلوم فریق طلاق کا دعوی دائر نہیں کرسکتا ۔

(۳) جرم اور بے عزتی ۔ اگر فریق ثانی سے کوئی سنگین جرم سرزد ہو یا وہ بے عزتی کی زندگی گزارے جس کی وجہ سے دونوں فریقوں کا ساتھ رہنا دشوار ہو تو مظلوم شوہر یا بیوی کسی وقت بھی طلاق کا دعوی دائر کر سکتے ہیں ۔

(۴) چھوڑ کر چلا جانا ۔ اگر شوہر یا بیوی میں سے کوئی دوسرے فریق کو ازدواجی فرائض پورے نہ کرنے کے ارادے سے کسی خاص سبب کے بغیر چھوڑ کر چلا جائے اور گھر واپس نہ آئے تو مظلوم فریق طلاق کا دعوی کرسکتا ہے ۔ مدعی کی شکایت موصول ہونے پر متعلقہ جج قصور وار فریق کو ایک مہینے کے اندر اندر گھر واپس ہونے کا حکم دیتا ہے ۔ اگر ضروری ہو تو عدالت اپنا حکم مشتہر کرسکتی ہے ۔ عدالت کے حکم کی اشاعت یا اس کے جاری ہونے کی تاریخ کے ایک مہینہ بعد طلاق کا دعوی دائر کیا جا سکتا ہے ۔

(۵) دماغی بیماری ۔ شوہر یا بیوی میں سے کوئی بھی ایسی صورت میں طلاق کا دعوی کرسکتا ہے جب کہ ان میں سے کوئی تین سال سے کسی ایسے دماغی مرض میں مبتلا ہو جو ماہرین کی رائے میں ناقابل‌علاج ہو ۔

(۶) اختلاف طبائع ۔ اگر شادی شدہ جوڑا اختلاف طبائع کی وجہ سے ایک ساتھ نہیں رہ سکتا تو شوہر یا بیوی میں سے کوئی بھی طلاق کا دعوی دائر کرسکتا ہے ۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی طلاق کے سبب کا ذمہ دار ہے تو فریق ثانی طلاق کا دعوی دائر کرسکتا ہے (۱۸)

اس فریق کو جسے طلاق کا دعوی کرنے کا حق ہوتا ہے یہ اختیار بھی ہوتا ہے کہ طلاق کا دعوی دائر کرے یا علیحدگی کی درخواست دے ۔ جب طلاق کا دعوی دائر کیا جاتا ہے تو متعلقہ جج بیوی کی کفالت اور شوہر

اور بیوی کی مالی حالت کے تحفظ کے لئے بعض موقتی اقدام کرتا ہے ۔ طلاق کے سبب کا ثبوت ملجانے کے فوراً بعد یہ فیصلہ کرنا جج کی ذمہ‌داری ہوتی ہے کہ علیحدگی ہو یا طلاق ۔ اگر مقدمہ علیحدگی کے لئے دائر کیا گیا ہے تو متعلقہ جج طلاق کا فیصلہ نہیں دے سکتا ۔ اگر علیحدہ ہونے والے شوہر اور بیوی میں مصالحت کا کوئی امکان ہو تو جج ان کی علیحدگی کا فیصلہ کرسکتا ہے ۔ علیحدگی کا حکم ایک سال سے لیکر تین سال تک کے لئے جاری ہوسکتا ہے ۔ جج کی مقرر کی ہوئی مدت ختم ہوجانے پر علیحدگی ختم ہوجاتی ہے ۔ اگر اس دوران میں علیحدہ ہونے والے جوڑے میں مصالحت نہیں ہوسکی ہے تو شوہر یا بیوی میں سے کوئی بھی طلاق کی درخواست پیش کر سکتا ہے ۔

جج طلاق کے مقدمہ میں قصوروار فریق کی دوبارہ شادی کرنے پر کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کی پابندی لگاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں جب کہ طلاق میں کسی فریق کے حال یا مستقبل کے مفاد کو نقصان پہنچا ہو تو جج مظلوم فریق کو معاوضہ دلوانے کا حکم دے سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ جج مظلوم فریق کو نقصان کا معاوضہ بھی دلواسکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ واقعات جن پر طلاق کے اسباب کی بنیاد ہو مظلوم فریق کے ذاتی مفاد پر اثر انداز ہوئے ہوں ۔ ایسے نقصانات کو اخلاقی نقصانات کہتے ہیں ۔ اس صورت میں جب کہ شوہر یا بیوی جو طلاق کے مقدمے میں بے خطا ہو طلاق کے نتیجے میں محتاج ہوجائے تو جج کو قانونی طور پر اس امر کا اختیار ہے کہ وہ اس بے خطا فریق کوگذارے کے اخراجات دلوانے کا حکم جاری کرے۔ خواہ فریق ثانی طلاق کے سبب کاذمہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اگر جج کی مقرر کی ہوئی مدت میں محتاجی کے حالات ختم ہوجائیں توگذارے کے اخراجات ادا نہیں کئے جاتے ۔ اسی طرح طلاق میں بے خطا فریق کو جج کے حکم سے ہرجانہ ادا کیا جاتا ہے خواہ وہ مادی بنیاد پر ہو یا اخلاقی بنیاد پر۔ صرف اس صورت میں یہ ادا نہیں کیا جاتا جب کہ ہرجانہ پانے کا مستحق فریق دوبارہ شادی کرلے ۔ جج جب طلاق کا حکم سناتا ہے تو متعلقہ فریقوں کو ان کی ذاتی جائداد واپس مل جاتی ہے ۔ جائداد پر جمع ہونے والا منافع دونوں فریقوں میں ان کے منظور کردہ انتظامی امور کے اصول و شرائط کے تحت تقسیم

ہوجاتا ہے - نقصانات شوہر کو برداشت کرنا پڑتے ہیں بشرطیکہ یہ ثابت نہ ہوجائے کہ بیوی ان نقصانات کی ذمہ دار تھی - مطلقہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی جائداد کے وارث نہیں ہو سکتے - علیحدگی یا طلاق کے سلسلہ میں متعلقہ جج بچوں کی سر پرستی کے لئے ضروری اقدام کرتا ہے اور دونوں فریقوں کا بیان سن کر فیصلہ کرتا ہے - عدالت جس فریق کو بچوں کا ولی مقرر کرتی ہے وہی گزارے کے اخراجات اور بچوں کی پرورش کا ذمہ دار ہوتا ہے - (۱۹)

اب ہم ترکی کے ضابطہ دیوانی کے قوانین کے تحت ان قواعد کا جائزہ لیں گے جو نسب کے سلسلے میں برتے جاتے ہیں- وہ بچہ جو شادی کے انفساخ کی تاریخ کے بعد تین دن کے اندر اندر پیدا ہوتا ہے شوہر کی قانونی اولاد سمجھا جاتا ہے - اس مدت کے ختم ہونے کے بعد پیدا ہونے والا بچہ ناجائز سمجھا جاتا ہے- شوہر بچے کی پیدائش کا علم ہونے کے ایک مہینے کے اندر اندر اسے مسترد کرسکتا ہے - بچے کی ولدیت مسترد کرنے کا دعویٰ بچے اور متعلقہ ماں دونوں کے خلاف دائر کیا جاتا ہے- (۲۰)

شادی کی تاریخ سے کم از کم ۱۸۰ دن کے اندر اندر پیدا ہونے والے بچے کو شوہر مسترد نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ یہ ثابت نہ کردے کہ ان مخصوص حالات میں بچے کی پیدائش کا کوئی امکان نہیں تھا - اگر بچہ شادی کی تاریخ سے ۱۸۰ دن ختم ہونے سے پہلے پیدا ہو یا نطفہ اس وقت قرار پائے جب متعلقہ ماں عدالت کے حکم سے علیحدہ رہتی ہو تو شوہر کو بچے کی ولدیت مسترد کرنے کے لئے مزید ثبوت دینے کی ضرورت نہیں -

بچے کی ولدیت مسترد کرنے کا دعویٰ متعلقہ ورثا یا وہ لوگ بھی دائر کر سکتے ہیں جو متعلقہ بچے کی پیدائش کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو گئے ہوں بشرطیکہ انہیں بچے کی پیدائش کی اطلاع شوہر کی موت سے ایک مہینے کی مدت ختم ہونے سے پہلے نہ ملی ہو یا شوہر کا دماغی توازن برقرار نہ رہا ہو یا کوئی اور وجہ ہو ان صورتوں میں متعلقہ فریقوں کو بچے کی پیدائش کا علم ہونے کے ایک ماہ کے اندر اندر دعوی کردینا چاہئے - اگر شادی سے

پہلے بیوی کے نطفہ قرار پا جائے تو اعلیٰ سرکاری وکیل کو متعلقہ بچے کی ولدیت پر اعتراض کرنے اور شہادت فراہم کرنے کا اختیار ہوتا ہے - جب کوئی باپ اپنے بچے کی ولدیت کو واضح طور پر تسلیم کر لے تو پھر وہ بعد میں اس بچے کی ولدیت پر اعتراض نہیں کر سکتا - (۲۱)

شادی کے بغیر پیدا ہونے والے بچے کی ولدیت خود بخود صحیح ہو جاتی ہے جبکہ اس کے ماں باپ بعد میں شادی کرلیں- اس صورت میں جب کہ بچہ ایسے والدین کے یہاں پیدا ہو جنہوں نے شادی کا وعدہ کیا تھا لیکن فریقین میں سے کسی کی موت کی بنا پر وعدہ پورا نہ ہوسکا یا ان میں شادی کرنے کی اہلیت نہ رہی تو والدین سے کسی ایک کے یا خود متلعقہ بچے کے عدالت میں درخواست دینے پر جج اسکی صحت نسب کا اعلان کر سکتا ہے - اگر متعلقہ بچہ بلوغ کی قانونی عمر کو پہنچ چکا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اسکی جانب سے صحت نسب کا دعوی قبول نہیں کیا جاسکتا - اس بچے کی موت کے بعد جس کا نسب زیربحث ہو اس کی اولاد کو یہ حق ہوتا ہے کہ عدالت میں صحت نسب کے لئے درخواست دے سکے - کسی شخص کا نسب صحیح کرنے کے سلسلے میں جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے والدین کے ورثا اور اعلیٰ سرکاری وکیل اپنی عذر داریاں صحت نسب کی تاریخ کا علم ہونے کے تین مہینے کے اندر اندر داخل کر سکتے ہیں - بار ثبوت ان لوگوں پر ہوتا ہے جو یہ دعوی دائر کرتے ہیں کہ زیر بحث شخص متعلقہ والدین کی جائز اولاد نہیں ہے - (۲۲)

جائز اولاد اپنے باپ کا خاندانی نام اختیار کرتی ہے اور حقوق شہریت اسے ورثے میں ملتے ہیں - یہ سمجھا جاتا ہے کہ والدین اور بچے خاندان کے مشترک مفاد کا خیال رکھیں گے اور ایک دوسرے کے معاون ہونگے - بچوں کی پرورش و پرداخت کے اخراجات والدین برداشت کرتے ہیں - بچے کی مذہبی تعلیم بھی والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن بلوغ کی عمر کو پہنچ کر ہر شخص کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ جو مذہب چاہے اختیار کرے - جب تک بچہ نابالغ رہتا ہے اس کی جائداد کا انتظام والدین کرتے ہیں اگر والدین اس ضمن میں اپنے صحیح فرائض انجام نہ دیں تو جج متعلقہ بچے کی جائداد کے مناسب انتظام کے لئے مداخلت کر سکتا ہے - (۲۳)

انفساخ شادی کے بعد بچوں کی ولایت جج کے حکم کے مطابق باپ یا ماں کو سونپ دی جاتی ہے ۔ ولی کا یہ فرض ہے کہ بچوں کی جائداد کا مکمل حساب رکھے - بچوں کی جائداد سے جو آمدنی جمع ہو اسے متعلقہ جج کے علم میں لانا چاہئے ۔ جب تک بچہ اپنے والدین کی ولایت میں رہتا ہے اس وقت تک اس کی آمدنی کا کچھ حصہ اس کی پرورش و پرداخت میں خرچ ہوتا ہے اور باقی آمدنی شوہر یا بیوی میں سے اس کی ملکیت ہوتی ہے جو خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہو ۔ جب تک بچے نابالغ رہیں اس وقت تک والدین کو ان کی جائداد سے استفادہ اور تمتع کا پورا اختیار ہوتا ہے بشرطیکہ عدالت کے حکم سے والدین کے اختیار کو قانون کے تحت رحم کی بنیاد پر ختم نہ کردیا گیا ہو ۔ اگر والدین بچوں کی جائداد کے انتظام میں اپنے فرائض صحیح طور سے انجام نہ دیتے ہوں تو جج بچوں کے لئے متولی مقرر کرسکتا ہے ۔

اب ہم ان مختلف خیالات کا جائزہ لیں گے جو ترکی کے قانونی ' دیوانی' اور بالخصوص ترکی عائلی قوانین کی حمایت اور مخالفت میں پچھلے چند برسوں میں پیش کئے گئے ہیں ۔ ستمبر ۵۵ء میں استنبول یونیورسٹی کے شعبہ قانون کے زیر اہتمام ایک بین‌الاقوامی مجلس مذاکرہ منعقد کی گئی تھی ۔ ''ترکی میں مغربی قوانین کا خیر مقدم '' موضوع بحث تھا - غیر ملکی مندوبین نے جو اس مذاکرے میں شریک تھے یہ خیال ظاہر کیا کہ ترکی میں مغربی قوانین کے اپنانے کو ایک نئی تحریک قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ ترکی میں ایسی تحریک سنہ ۱۸۳۹ع سے موجود ہے جو مغربی انداز کو اپنانے کا نقطہ آغاز ہے ۔ موجودہ اور سابقہ تحریک میں یہ فرق ہے کہ دولت عثمانیہ نے مغربی قوانین کو یورپین طاقتوں کے دباؤ کی وجہ سے رواج دیا تھا ۔ لیکن جمہوریہ ترکیہ میں اپنائے جانے والے مغربی قوانین قومی تحریک کی علامت ہیں - ان غیر ملکی مندوبین کی رائے میں مغربی قوانین ترکی میں اس لئے اپنائے گئے تاکہ ترکی انقلاب کے اصولوں کے مطابق ثقافتی تبدیلی عمل میں لائی جاسکے ۔ ان میں سے ایک اصول جو ترکی میں کامیاب ہوا ہے لادینیت (یعنی سیکولرزم) ہے- پروفیسر رینے ڈیوڈ کی رائے کے مطابق سوئٹزرلینڈ کے ضابطہ دیوانی کو

اپنانے کی بنا پر ترک کسی دوسری قوم کے نظام قانون کے غلام نہیں ہوگئے ہیں کیونکہ ترکی وکیل ترکی قوانین کے نفاذ اور اسکی وضاحت میں بالکل آزاد ہیں ۔ استنبول میں منعقد ہونے والے سنہ ٥٥ء کے مذاکرے کے غیر ملکی مندوبین کے خیالات کا متحدہ و مشترکہ نقطہ نظر یہ ہے کہ ترکی میں قوانین کو مغربی انداز میں ڈھالنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک ضروری معاشرتی انقلاب کا آغاز کیا جائے (٢٥) ۔

ترکی کے متعدد وکلاء اور ماہر عمرانیات ١٩٥٥ء کے مذاکرے کے غیر ملکی مندوبین کے مندرجہ بالا خیالات سے متفق ہیں۔ پروفیسر حسین نائل قبالی کا یہ خیال ہے کہ جمہوریہ ترکیہ کے نظام قانون کی لادینیت (سیکولرزم) دوسری قوموں کے قانونی ارتقاء کے عین مطابق ہے ۔ قانون کے ضمن میں لادینیت (سیکولرزم) کا اصول قبول کرلینا طبعی ارتقاء یا تقاضا ہے ۔ ایلخان ، ای ، پوستا جیوغلو کی رائے میں ترکی انقلاب کا مقصد ایک ایسی ریاست کا قیام تھا جو لفظ ریاست کے مغربی مفہوم کے مطابق ہو ۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ کے ضابطہ دیوانی کو اپنانا مغربی تہذیب کی ایک علامت ہوگا ۔ مغربی قوانین کو قبول کرلینے سے بعض مشکلات بھی پیدا ہوں گی ۔ جو قدرتی امر ہے لیکن مشکلات ان قوانین کی قبولیت پر اثر انداز نہیں ہوسکتیں بلکہ اس کے برعکس یہ اپنی قوت کا اظہار کرکے ترکی قوانین کے ارتقاء میں ممد و معاون ثابت ہوسکتی ہیں (٢٦) ۔

پروفیسر حلمی ضیا الکن کی رائے یہ ہے کہ ترکی میں قوانین کو مغربی انداز میں ڈھالنا کوئی ایسا نیا ارتقاء نہیں ہے جو صرف اس ملک کے ساتھ مخصوص ہو۔ یہ ان تمام اسلامی ملکوں میں عام ہے جہاں قانون شریعت کا نفاذ یکساں طور پر نہیں ہے ۔ ہر قوم اپنے قومی کردار کا تحفظ کرتی ہے چنانچہ ترکی نے بھی اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق قانونی ترقی کی ہے ۔ پروفیسر ضیاالدین فخری اوغلو بتاتے ہیں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی قانون کو مشرق میں جامد و ساکن کر دیا گیا ہے ۔ وہ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ترکی میں قبول کئے جانے

والے مغربی اصولوں کا یہی حشر نہ ہونا چاہئے اور انہیں ایک متحرک قانونی روح کے مطابق قومی رنگ میں ڈھال لینا چاہئے - پروفیسر حفظی ولید اوغلو نے ترکی ضابطہ دیوانی کو دیوانی کے دوسرے مغربی قوانین کے ساتھ منظور کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلامی قانون کے بعض قاعدے جو سنہ ۱۹۲۶ء تک ترکی میں نافذ تھے بالخصوص اسلامی قانون وراثت اور اسلامی عائلی قوانین مثلاً تعدد ازدواج اور طلاق کے سلسلے میں شوہر کا حق ،طلاق ' مغربی نظام قانون کے مطابق نہیں تھے - پروفیسر ولید اوغلو نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نئے ترکی دیوانی قانون کے بعض اصول ترکی کی قدیم قانونی روایات سے ہم آہنگ نہیں ہیں لیکن ترکی نے نئے دیوانی قانون کی عدم مطابقت کو پوری طرح سمجھ کر اسے اپنایا ہے تاکہ بعض ایسی قدیم روایات کا مکمل خاتمہ کیا جاسکے جو موجودہ صدی کے معاشرتی قانون اور اخلاقی نقطہ نظر سے ہم آہنگ نہیں ہیں (۲۷) .

ترکی میں مغربی قوانین کو اپنانے پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر ممتاز ترخان نے یہ کہا ہے کہ نئے قوانین نافذ کر کے بعض قدیم اداروں کو ختم کرنے کا طریقہ ناکام رہا ہے - مثال کے طور پر پردے اور تعدد ازدواج کو طاقت کے بل بوتے پر ممنوع قرار دینا ترکی کی معاشرتی ترقی کا موثر ذریعہ نہیں ہوگا - قانون کے ذریعے تعدد ازدواج کو ختم کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حرام کاری میں اضافہ ہوگیا ہے (۲۸) -

پروفیسر علی فواد باش گل نے ترکی دیوانی قانون لادینیت (سیکولرزم) اور ترکی آئینی قانون کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے - انھوں نے صاف صاف طور پر یہ کہا ہے کہ ترکی ضابطہ دیوانی اور بالخصوص ترکی عائلی قوانین ترک عوام کے شعور اور روایات سے ہم آہنگ نہیں ہیں - ترکی ضابطہ دیوانی پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر باش گل کہتے ہیں - '' ترکی ضابطہ دیوانی نے ہماری قومی زندگی بالخصوص ہمارے خاندانی نظام پر جو ضربات لگائی ہیں کیا وہ ناقابل انکار حقائق نہیں ہیں ؟ اس قانون نے درحقیقت ہمارے وراثتی اور خاندانی نظام کو غارت کردیا ہے - ہمارے خاندانی نظام

کا شیرازہ جو ہماری قومی زندگی کی بنیاد ہے ہر روز ہماری آنکھوں کے سامنے منتشر ہو رہا ہے ۔ اشتراکیت خاندان کی دشمن کہلاتی ہے لیکن ہمارے خاندانی نظام کے دشمن کو تلاش کرنے کے لئے ہمارے ضابطہ دیوانی کا جائزہ لینا ضروری ہے ۔ میری رائے میں یہ ایک فوری قومی ضرورت ہے کہ اس قانون کو ہمارے ملک کی تاریخی حقیقتوں ' معاشرتی نقطہ نظر ' روحانی اور روائتی رجحانات پر منطبق کرنے کے لئے اس قانون پر نظرثانی کی جائے ۔ لیکن میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ کیا واقعات و کوائف پر غور کرنے اور ان کے متعلق گفتگو کرنے کا نام ہی قدامت پسندی ہے ؟ ''۔

ترکی عائلی قوانین پر عام طور سے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ارباب نظر نے اعتراضات کئے ہیں ۔ شدید ترین اور سب سے زبردست حملہ مسلمان قدامت پرستوں بالخصوص بدیع الزمان سعید نورسی مرحوم اور ان کے متبعین نے کئے ہیں ۔ قدامت پرستوں کا خیال یہ ہے کہ ترکی معاشرے کے لئے بہترین قوانین شریعت کے ہیں اور موجودہ ترکی عائلی قوانین نے ترکی کے نظام خاندان میں اخلاقی زوال و انحطاط پیدا کردیا ہے (۳۰) ۔

ترکی عائلی قوانین کے متعلق مندرجہ بالا مباحث سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان قوانین سے وہ مسائل حل نہیں ہوئے جن کے لئے ان کو اپنایا گیا تھا ۔ پچھلے چند برسوں میں طلاقوں کی تعداد میں اضافہ اور تعدد ازواج کا وجود معروف حقائق ہیں ۔ ترکی میں تعدد ازدواج پر عمل کرنے والے ایک بیوی سے دیوانی قانون کے تحت شادی کرتے ہیں لیکن دوسری بیویوں سے قانون شریعت کے مطابق نکاح کرلیتے ہیں ۔ وہ عورتیں جو اسلامی قانون کے تحت شادی کرتی ہیں '' نکا حلی '' کہلاتی ہیں ۔ تعدد ازدواج کی ایسی مثالیں سارے ترکی میں پائی جاتی ہیں ۔ طلاقوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے جسے بدلتے ہوئے معاشرتی حالات اور بلند ہوتے ہوئے معیار زندگی کا نتیجہ کہنا چاہئے ۔ ترکی کے گھریلو نظام پر کاری ضرب لگائی ہے ۔ آج ترکی میں جو معاشرتی بحران رونما ہے اس کی بنیاد اسلامی روایات اور مغربیت کا شدید تصادم ہے ۔ یہ تصادم ترکی کی سیاست میں بھی ظاہر ہے اور ۱۸۳۹ء کی مغربی اصلاحات کی ابتدا سے لے کر جدید عہد تک موجود رہا ہے ۔ مغربیت ترکی معاشرے کے اس حصے کے علاوہ جو بڑے شہروں

کا معزز طبقہ ہے اور کہیں دخل نہیں پاسکی ہے - ترکی کے عائلی قوانین کے ذریعہ جس معاشرتی انقلاب کو وجود میں لانے کی کوشش کی گئی تھی وہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ترکوں تک محدود رہا ہے اور ان میں سے بھی سب لادینیت کا رجحان رکھنے والے مغرب زدہ نہیں ہیں - ترکی کے تقریباً اسی (۸۰) فیصدی باشندےان پڑھ ہیں اور ملکی آبادی کا ۸۰ تا ۸۵فیصدی حصہ دیہاتوں میں رہتا ہے - ترکی عوام کی یہ عظیم اکثریت اس معاشرتی انقلاب سے متاثر نہیں ہوئی جو شہروں میں ترکی عائلی قوانین کی وجہ سے بروئے کار آیا ہے بلکہ یہ قدیم روایات کی پابند ہے (۳۱) -

فی الحال یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ آیا مستقبل قریب میں ترکی عائلی قوانین پر نظرثانی کا کوئی امکان ہے یا نہیں تاکہ انھیں ترکی عوام کے شعور و روایات سے ہم آہنگ کیا جائے کیونکہ ملک سیاسی ' معاشرتی اور معاشی بحرانوں کے ایک سلسلے سے گذر رہا ہے - اگر اس قسم کی نظرثانی کی جائے تو اس سے شہری اور دیہاتی آبادی کی روز افزوں خلیج یقیناً پٹ جائے گی - اس کا انحصار مغرب پرستوں اور قوم پرستوں کے درمیان باہمی مصالحت پر ہے -

حوالے

۱ - طارق ظفر تنایا کی کتاب
(Turkiyenin siyasi hayatinda Batililashma hareketleri)
(ترکی کی سیاسی زندگی میں مغربیت کی تحریکیں) طبع استنبول ۱۹۶۰ع صفحہ ۱۳۱ -

۲ - شریف عارف ماردین کا مقالہ (The origins of the Mecelle) (''مجلہ'' کا سر آغاز)
مطبوعہ دی مسلم ورلڈ ' ہارٹفورڈ ' ماس - اکتوبر ۶۱ع -

۳ - ایضاً مقالہ مندرجہ بالا -

۴ - فرید ایچ - سایمن (Turk Kanunu Medenisi Borclar Kanunu)
ترکی ضابطہ دیوانی اور قانون فرائض) استنبول سنہ ۱۹۵۹ع ص ۶ -

۵ - تنایا - کتاب محولہ بالا ص ۱۳۱ حفظی ولدت ولیدیدہ اوغلو
(ترکی قانون دیوانی) TurkMedeni Hukuku
استنبول سنہ ۱۹۵۶ع جلد اول ص ۲ - ۱۰۳ -

۶ - سایمن 'کتاب محولہ بالا دفعات ۱۱ - ۱۲ ص ۱۴ - ۱۶ -

۷ - ایضاً دفعہ ۸۸ ص ۳۶ - ۳۵ - شادی کے سلسلے میں عمر کی قید کے اصول میں ترمیم قانون نمبر ۳۹۵۳ کے ذریعہ کی گئی ۔

۸ - " دفعات ۹۰ - ۸۹ ص ۳۶

۹ - " " ۹۶ - ۹۲ ص ۳۷ - ۳۶

۱۰ - " " ۱۱۲ - ۱۳ ص ۴۶ - ۴۱

۱۱ - " " ۱۱۵ - ۲۲ ص ۴۳ - ۴۲

۱۲ - " " ۹۷ - ۱۰۱ ص ۳۶ - ۳۵

۱۳ - " " شادی کے لئے ڈاکٹری معائنے کے قاعدے ص ۹۹ - ۴۹۷

۱۴ - " " دفعات ۱۰۸ - ۱۱۰ ص ۴۱ - ۴۰

۱۵ - ایضاً دفعات ۱۵۸ - ۱۵۱ ص ۵۲ - ۵۱

۱۶ - " " ۱۵۶ - ۱۶۲ ص ۵۲ - ۵۱

۱۷ - " " ۱۷۰ - ۲۳۶ ص ۷۱ - ۵۵

۱۸ - " " ۱۲۹ - ۱۳۵ ص ۴۶ - ۴۵

۱۹ - " " ۱۵۹ - ۱۴۸ ص ۴۹ - ۴۷

۲۰ - " " ۲۴۳ - ۲۴۲ ص ۷۱

۲۱ - " " ۲۴۱ - ۴۶ ص ۷۴ - ۷۳

۲۲ - " " ۲۴۷ - ۲۵۲ ص ۷۵ - ۷۴

۲۳ - " " ۲۵۹ - ۲۷۷ ص ۸۱ - ۷۹

۲۴ - " " ۲۷۹ - ۲۸۵ ص ۸۳ - ۸۱

۲۵ - تنایا ص ۳۸ - ۱۳۶

۲۶ - سنہ ۱۹۵۵ ع کے مباحثے کی کاروائی جو استنبول یونیورسٹی کے شعبہ قانون کے رسالے کے ایک خاص شمارے میں شائع ہوئی ہے - ملاحظہ ہو (Annales de la Faculte de Droit d'Istanbul) نمبر ۶ - ۱۹۵۹ ع

۲۷ - تنایا ص ۳۸ - ۱۳۷

۲۸ - " ص ۳۹ - ۱۳۸

۲۹ - " ص ۱۴۱

۳۰ - " ۱۴۰ - ۱۴۱ تنایا نے پروفیسر علی فواد باش گل کے مقالے " رجعت پسندی کا ہوا " (Irtica yaygarasi) مطبوعہ سواس (Sivas) مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۱ ع نقل کیا گیا ہے -

۳۱ - اشرف ادیب رسالہ نور مولفہ بدیع الزمان سعید نور مطبوعہ استنبول سنہ ۵۶ ع ص ۹۰ - ۸۸

۳۲ - مصنف نے یہ تاثرات انقرہ کے ایک رسالہ قیام میں جمع کئے ہیں اس قیام کے دوران مصنف نے موضوع کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے اور استنبول قونیہ اور متعدد دوسرے شہروں اور متعدد دیہاتوں کا دورہ بھی کیا ہے -

ٹکنکل پرنٹرز - کراچی